ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم

قیمت سالانہ پیشگی ے   قیمت سالانہ پیشگی ے

الحکم

نمبر سوم | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء یوم یکشنبہ | جلد دوم

پاک شاعری

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

مرحبا سید مہدی مسیح موعود — تیرے آنے سے کھلا ہم پہ یہ یوم الموعود

تو وہ شاہد ہے کہ دی جس نے شہادت حق کی — تیری آمد سے زمانہ میں ہوا حق کو نمود

تو نے ثابت کیا اس کو کہ سماء سے آیا — ذات سے تیری ہوا علم سماوی کا وجود

تو وہ مومن ہے کہ ایمان [illegible] — جبکہ عالم میں نہ تھا باقی رہا اس کا شہود

تجھ سے اس قادر مطلق کی ہوئی حمد و ثنا — شرک [illegible] ہوئی دجال کی بیخ نابود

حی و قیوم خدا تو نے دکھایا آ کر — تو نے سمجھائی ہے توحید کی جو تھا مقصود

دور کی تو نے ہر اک قسم ضلالت ساری — شرک [illegible] نہیں تجھ سے ہوئی بت سے مسجود

دین حق کا ہوا اس وقت تجھی سے اظہار — جلوہ قرآن کا دکھایا ہوا باطل نابود

ویل ہے ان پہ جنہوں نے کہ ستایا تجھکو — نار میں جاکے پڑے وہ تو ہیں اصحاب الاخدود

چڑھ گئے تجھ سے ہیں کیا اس پہ کذب تکبر؟ — کیونکہ یا زندہ ہیں ایمان بخدا معبود

تیری عظمت کو خدا نے ہی بڑھایا باللہ — تجھ کو کیا غم کہ تیرا یار ہے جب ودود

تیری تائید و حمایت میں ہے اللہ تعالیٰ — تو تو آدم ہے ملائک تیرے آگے مسجود

کر دعا بندوں کے حق میں کہ تیرا کام ہے یہ — راہ دکھا ان کو وہ حق جو ہے تیرا مقصود

کیا فلاح پائیں گے جو تجھکو نہ پہچانیں گے — ہاں یہی میں ہے تجھکو مسیحا بہبود

ہمنے پایا ہے ترا وقت ہمارے عیسیٰ — ہمکو بخشا ہے خدا نے تو مسیح موعود

تیرے منکر نہیں [illegible] — کوششیں انکی ہیں ثابت ہوئیں ساری بے سود

یہ ملی ہمکو سعادت کہ تجھے پہچانا
کر دعا حق سے کہ انجام ہوا اپنا محمود

امام الزمان کے کلمات طیبات

میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود مصائب مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کرینگے تاوقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالےٰ سے مصالحت نہیں کرتے۔ یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی میں نے دیکھا ہے۔ اور خوب غور کیا ہے۔ کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔ شراب خانے اسی طرح آباد تھے۔ اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتویٰ کہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا۔ تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہو جاتی تھیں۔ مگر اس وقت شوخی اور بے باکی حد سے بڑھ چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے۔

عقلمند وہ ہے۔ جو عذاب آنے سے پیشتر اسکی فکر کرتا ہے۔ اور دور اندیش وہ ہے۔ جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے۔

انسان کو یہی لازم ہے۔ کہ آخرت پر نظر رکھ کر برے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے۔ کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔

بدمعاش کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھیگا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ **مبارک** ہیں۔ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے۔ کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اُسے ملامت کرکے خشوع خضوع کا سبق دے۔ تا اگر نہیں [illegible] نورانی صورت بناتے پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ کیونکہ اُن کو تو تازہ **معرفت** ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعوے کرکے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کردے۔ اور اُسکو کاہلی کی جرأت نہ دلاوے۔ وہ انکی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرلے۔

انسان بہت آرزوئیں و تمنائیں رکھتا ہے۔ مگر غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزو کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے۔ قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اُسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہیئے۔

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اُٹھا دے۔ اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرے۔

خط وکتابت

ذیل میں ہم مخدومنا مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی عبداللہ مدرس مالیر کوٹلہ کو اس خط کے جواب میں لکھا جو اوسط فروری ۱۹۰۸ء میں ہمارے مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے نام انکی دوران قیام دارالامان قادیان میں لکھا۔ اول ہم اس خط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو نواب صاحب کے نام لکھا اور پھر مولانا صاحب امروہی کا جواب درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

وہو ہذا

جس طریق سے آپ مرزا کو مان رہے ہیں اسطریق سے تو میں کسی پیغمبر کو بھی نہیں مان سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نہ کوئی مرزائی ایسا بڑا بحاث معلوم ہوتا ہے کہ جسکا دبدبہ علماء پر پڑے علماء عدم فرصتی اور ان امور کے قابل توجہ نہ ہونیکے سبب ان بحثوں میں پڑنا نہیں چاہتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر حیات مسیح کا مسئلہ قرآن میں نہیں مثیل مسیح کا بھی نہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو اسکو بھی نہ مانو۔ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری مسئلہ نہیں بہت ہلکا ہے۔ جسکے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہدایا نہ تقریر ہوا اور شرائط مقرر ہو جائیں اور ہم ہار جائیں تو مرزائی ہو جائیں اور مرزائی ہار جائیں تو تمہیں مرزا کو چھوڑنا پڑیگا خواہ تحریری سوال جواب کرالو خواہ مناظرہ یہ تمہیں اختیار ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر میں واضح ہو کہ اگر مقابلہ ہوا تو ہم فتحیاب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ پیشین گوئی ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی اگرچہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں والسلام۔

سید مولوی محمد احسن صاحب کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عنایت فرمایم امروز فرمایم مولوی عبداللہ صاحب آپکی عنایت سے بخیر حال ہے بشیمہ رہی۔ السلام علیکم محمد احسن آپ کا قدیم دوست نہایت درجہ کا مشتاق عرض کرتا ہے ؎

اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من دل من داند و من دانم و داند دل من

اس مشتاق نے اپنی قدامت کا استحقاق اسواسطے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ تخمیناً چار سال گذرے ہونگے جو یہہ مشتاق بابو محمد صاحب کے مکان پر اس غرض سے فروکش ہوا تھا کہ جن صاحب کے خصوصاً آپ کو اگر حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میں کچھ شک وشبہ ہو۔ تو وہ اُس کو صاف فرمالیویں۔ مگر جب آپنے محض سکوت فرمایا۔ تو خود یہ مشتاق ہی شکوک و شبہات مخالفین کی طرف سے بیان کر کر اون کے جواب بلاے شافی دیتا رہا۔ تاہم آپنے سکوت محض اختیار کیا۔ اور نیز مدت ہوئی کہ آپ حضرت نواب صاحب بہادر کے ہمراہ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ اسوقت یہہ مشتاق بھی اس جگہ پر حاضر تھا۔ اور دیگر علماء فضلا مخلصین حضرت اقدس بھی یہاں پر حاضر تھے مع ہذہ التحریکات مسائل متنازعہ فیہا میں کسی قسم کی تحریک آپ کو پیدا نہ ہوئی۔ غرضیکہ یہ مشتاق آپکا قدیم دوست ہے۔ اور یہ دو وجہیں اپنی قدامت کی بطور دو شاہد کے پیش کی گئیں ہیں۔ آگے رہا نہایت درجہ کا مشتاق ہونا اُسکے وجوہ ذیل میں ہیں۔ (۱) مدت گذری کہ حضرت اقدس نے مسئلہ توفی کی نسبت مخالفین کے لئے ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ (۲) پھر بعد ازاں دیگر اشتہارات و رسالجات بھی اس بارہ میں بہت کثرت سے آجتک مشتہر ہوتے رہے ہیں۔ لیکن فریق ثانی کی طرف سے صدائے برنخاست کا مضمون واقع ہے۔ اور اس کا تو آپکو اپنے خط میں بھی اقرار ہے کہ علماء مخالفین ان مسائل متنازعہ فیہا میں ساکت ہیں خواہ وجہ اس سکوت کی عدم فرصت ہو یا کچھ بھی وجہ ہو مگر بموجب آپکے اقرار کے علماء مخالفین ساکت ضرور ہیں۔ (۳) اس مشتاق نے پنجاب سے لے کر مدراس وغیرہ تک اسیواسطے سفر کیا۔ کہ کہیں علماء کا مہر سکوت ٹوٹے اور تمام نامی علماء سے اس بارہ میں گفتگو کرنا چاہا۔ لیکن کوئی صاحب اپنے پرانے خیالات کے حامی پیدا نہ ہوئے۔ (۴) شیخ بٹالوی صاحب نے بھی اشتیاق اس مشتاق کو پورا نہ کیا۔ باوجودیکہ وہ آپکی جماعت کے اس بارہ میں مقتدا ہیں۔ اور اُنکو بڑا ید طولےٰ حاصل ہے۔ حتیٰ کہ عیسائیوں سے بھی وہ اس مخالفت میں مدد دیتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ہو گئے ہیں اور بڑی بڑی ذلتیں بھی بیچارے نے اُٹھائیں۔ مگر کیا عرض کروں کہ اس مشتاق کو وہ بھی یہی لکھتے رہے کہ مجھکو ایسی فرصت نہیں ہے۔ بعد الفراغ تمہارا اشتیاق بھی پورا کیا جاوے گا۔ (۵) ایک بیچارے مولوی محمد بشیر صاحب سب کی طرف سے مباحثہ دہلی میں فدیہ ہوئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے اون کا فدیہ تو قبول فرما لیا تھا۔ آپ نے اگر الحق دہلی ملاحظہ فرمایا ہوگا تو حال اس فدیہ کا آپ کو بھی معلوم ہوا ہوگا۔ مع ہذا بعد اس کے اس مشتاق کی ان اُنہوں نے فیصلہ چاہا جب اس مشتاق نے بموجب اونکی درخواست کے اون کے نون ثقیلہ کا مقدمہ ایسا خفیفہ کیا کہ اون کو نہایت درجہ کی خفت حاصل ہوئی۔ تب وہ بھی محلہ خاموشاں میں جا بسے اور آجتک مہر سکوت اپنی زبان پر لگائے بیٹھے ہیں غرضکہ بہت ایسی وجوہ اشتیاق ہیں جن کا بیان بہت طویل ہے۔ بھلا اب غور فرمایئے کہ جب ایک ایسا مشتاق ہو اور پھر اس کو آپ کے خط مسرت نمط کے وہ فقرات بھی پہنچیں جو بدیں مضمون ہیں۔ (کہ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری نہیں جس کے ساتھ کہو ہم نبٹ سکتے ہیں۔) اور پھر اوس خط میں آپ کی طرف سے ایک زبردست یہ الہام بھی ہو۔ کہ (اگر مقابلہ ہوا۔ تو ہم فتحیاب ہوں گے۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے۔ جو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ اگرچہ زمین آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں) تو پھر اس مشتاق کا شعلہ اشتیاق اس الہامی تحدی کو سن کر کیونکر نہ بھڑک اوٹھے گا۔ اور کیونکر آپ کی تحقیقات علمیہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ پھر مسئلہ بھی ایسا کہ جسکی وجہ سے ہزارہا اہل اسلام مرتد اور کافر ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان مرتدین اور کفار کی مقتدا کی تائید میں بہمہ وجوہ متوجہ ہے۔ اور پھر حضرت عیسیٰ کا منصب اور عہدہ بھی اس مدعی نے غصب کر لیا ہے۔ اندریں حالت تو اوترنا حضرت عیسیٰ ہی کا ایسی اشد ضرورت کے وقت فرض اور واجب تھا۔ کیونکہ اگر ایسی ضرورت کے وقت بھی نہ اوترے تو پھر کب اوتریں گے۔ لیکن خیر بہ حکم اذا عدم الماء فالتیمم جائز آپ ہی اون کی طرف سے تائیداً کھڑے ہو جئے۔ اور جو دلائل اون کی حیات جسدی کے آپ پر مکشوف ہوئے ہوں۔ خدا کے واسطے اونکو ظاہر کیجئے۔ اور اب مثل سابق کے ہرگز اون کو مخفی نہ رکھئے۔ کیونکہ اول تو حضرت نواب صاحب بہادر کا آپ پر بڑا حق ہے۔ اور بالفعل آپ میں اور نواب صاحب میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آپنے خود تحریر فرمایا ہے۔ اور سچ فرمایا ؎

وشتان بین مشرق و مغرب

دوسرے جبکہ آپ کے پاس مسئلہ توفی وغیرہ میں علوم کا خزانہ مخفی ہے۔ تو پھر کیا دیگر اہل اسلام کا حق آپ پر نہیں جو مرتد ہوگئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ آپکی علوم و معارف کے اظہار سے اون کا ارتداد بند ہو جاوے

ورنہ حضرت من چند عرصہ میں آپ دیکھیں گے۔ کہ اکثر حصہ اہل اسلام کا حسب آپ کے زعم کے ملت اسلامیہ سے خارج ہوکر کفر میں شامل ہو جاوے گا۔ اور مسلمانوں کی مردم شماری اقل قلیل رہجاوے گی۔ پھر وہ علوم اور معارف جنکو آپ نے مدت سات برس سے مثل قرآن مجید امام مہدی صاحب کے مخفی کر رکھا ہے وہ کس کام آوینگے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اسلام میں بڑے فرقے دو ہی تھے۔ ایک شیعہ دوسرے سنی۔ شیعوں نے تو امام مہدی کو اصلی قرآن مجید دے کر کسی غار میں مخفی بٹھا دیا۔ وہ تو قرآن فضائل اہلبیت کا غار میں لئے بیٹھے ہیں۔ ہرگز نہیں نکلتے۔ سنیوں نے حضرت عیسے کے حیات کے متعلق جو آیات قرآنیہ تھیں۔ اوس قرآن کو حضرت عیسیٰ کے پاس پونچا دیا۔ اور ایسی تحریف کی۔ کہ بجائے آیات مثبت حیات کے توفی کی آیات کو قرآن مجید میں داخل کر دیا ایک تو بیرونی فتنے اسلام پر وارد ہو ہی رہے تھے۔ اب ہزاروں فتنے اندرونی بھی مدت سات سال سے پیدا ہوگئے۔ نہ امام مہدی صاحب غار میں سے باہر نکلتے ہیں۔ نہ حضرت عیسے آسمان پر سے اوترتے ہیں۔ اور علماء کو بالکل فرصت نہیں۔ مخالفین کو بڑی مشکل کا وقت آگیا ہے۔ خیر آپ کو تو اپنے غالب رہنے کا الہام ہوچکا ہے۔ حسب الوعدہ براے خدا آپ ہی کچھ مدد فرماے۔ ہم آپ سے یہ نزاع بھی نہیں کرتے۔ کہ آپ زمرۂ علماء سے ہیں یا نہیں۔ بشاید آپ کا علم علم لدنی ہی ہو ؎

بلا سے کوئی ادا اون کی بدنما ہو جاے کسی طرح سے تو مٹ جاے ولولہ دلکا
مدد کرلے اثر سے کسی تنہائی ہے آج لشکر غم سے مقابلہ دل کا
زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو زمیں پہ لوٹ دے یکدن یہ زلزلہ دلکا

لیکن بیشتر دو تین امور ضروری عرض کئے دیتا ہوں تاکہ آپکی اوقات ضائع نہ ہو۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ مسئلہ توفی میں مولوی بشیر کے ظنون ناقصہ کو پیش نہ فرمائیے۔ وہ خود اپنی ظنوں کے غیر قطعی ہونیکے مقر ہیں۔ دوسرے یہ کہ اون کے تمام شبہات و شکوک کا تار و پود کیا گیا ہے۔ ہاں اندریں صورت اگر آپ چاہیں۔ تو اولاً ہمارے ادلہ قاہرہ کا جواب دیں بعدہ اون کے ظنون ناقصہ کو پیش فرماویں سو چونکہ توفی کے بارہ میں آپکو بڑا دعوے ہے۔ لہذا جو معنے توفی کے آپ بیان فرماویں۔ خواہ کسی تفسیر سے یا بطور خود۔ تو اوس کے اثبات میں آپ کو حسب ذیل گنجایش اور وسعت دیجاتی ہے۔ یا تو قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثبوت ہو جاوے۔ یہ نہو کہ اسی آیت فلما توفیتنی یا متوفیک کے معنے میں [illegible] اقوال تفاسیر کی ہیں۔ اون کو آپ نقل کر [illegible] المطلوب ہے [illegible]

اون تفاسیر میں وفات حضرت عیسیٰ کے اقوال بھی لکھے ہیں پھر یہ اقوال حیات کے کیونکر آپ پیش فرما سکتے ہیں کیونکہ اذا تعارضا تساقطا مسئلہ مقررہ مسلمہ ہے۔ .... ہاں دوسری آیات قرآن مجید سے اپنے معنے مزعوم کا ثبوت دیویں۔ کیونکہ توفی یا توفی کے مشتقات قرآن مجید میں بکثرت وارد ہیں۔ یہ نہیں کہ حضرت عیسی ہی کے بارے میں لفظ توفی کا آیا ہو اور کہیں قرآن مجید میں نہ آیا ہو۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا کو بھی مدنظر رکھیں۔ اگر قرآن مجید سے آپ پیش نہ فرما سکیں۔ تو احادیث سے ہی پیش فرماویں جس میں توفی کے وہ معنے ہوں۔ جو آپ کے مزعوم ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو محاورات صحابہ کے اپنی معنی مزعوم کے ثبوت کے لئے تحریر فرمائیے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو کتب لغات سے ہی اس ترکیب اسنادی محاورہ توفاہ اللہ کے معنے سوا قبض اللہ روحہ کے تحریر فرماویں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام جاہلیت کے شعراء میں سے کسی شاعر کا شعر یا کلام اپنے معنے مزعوم کے ثبوت کے لئے پیش فرمائیے اور واضح خاطر عاطر ہو کہ اگر آپ نے توفی کے معنے انامت رسولا دینا ہ کے لئے تو اس سے بھی مدعا حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ مضر مقصود ہے۔ کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا میں بھی توفی بمعنے قبض روح کے ہی ہے۔ ورنہ سیاق اور سباق آیت کا مہمل ہو جاوے گا۔ آپ ذرہ ترجمہ کر دیکھیں۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیویں کہ یہاں پر توفی کے معنے انامت رسولا دینا کے ہی ہیں تو پھر اس آیت کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز کی نہی کے لئے لا تقربوا الصلوٰۃ کو پیش کرے۔ ذرا دیکھو اوسی کے آگے یہ آیت ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری آیت میں دو صورتیں مذکور ہیں۔ ایک ارسال دوسرے امساک پس درصورت انامت کے سنت اللہ یوں جاری ہے۔ کہ ارسال واقع ہوتا ہے اور جسم عنصری دونوں صورتوں میں زمین پر ہی رہتا ہے اور درصورت موت کے امساک جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ بعد توفی حضرت عیسی کے دو ہزار برس تخمیناً گذر گئے اور امساک ہی امساک ہے۔ ارسال نہیں۔ تو بالضرور ماننا پڑے گا۔ کہ موت واقع ہوگئی۔ اور رفع جسمانی میں آپ کبھی ہرگز بحث نہ کیجئے۔ کیونکہ ہم ادلہ یقینیہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ آیت علیہ میں رفع جسمانی سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں اور اس مقام پر ثبوت استحاب کہف کا بھی بیان کرنا آپکو مفید نہ ہوگا۔ وہاں پر توفی کا بالکل ذکر نہیں۔ وہ بھی بالکل بحث سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر کتب لغات سے بھی آپ ثبوت نہ دے سکیں۔ تو اتنا ہی کریں۔ کہ جیسا نزول مسیح آپ کے خیالوں میں جما ہوا ہے۔ اوسکی کوئی نظیر جو پہلے کسی زمانہ میں ہو چکی ہو پیش کریں۔ کہ فلاں وقت میں فلاں نبی کی بعثت اس شان سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔ اور ہم تو اپنے مسئلہ مثیل مسیح کی ہو بہو نظیر بھی نزول ایلیاء کا قصہ کتب بیبل سے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون س ۱۴۔ ہی نوزوارد ہے۔ بلکہ جو دشواریاں حضرت عیسیٰ کو اس قصہ نزول ایلیا میں پیش آئی ہیں۔ یہاں پر تو اون کا عشر عشیر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ قصہ نزول ایلیاء جعلی اور الحاقی ہے۔ تو اس کہنے کی بھی گنجایش نہیں۔ نہ یہود کی تحریف ہو سکتی ہے۔ نہ نصاریٰ کی۔ کیونکہ اگر یہود کی طرف سے ہوتی تو حضرت عیسیٰ خود اس تحریف کو ظاہر فرما کر اپنا پیچھا چھوڑا سکتے تھے۔ اور نصاریٰ کی طرف سے بھی کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا۔ وہ اپنے اور حضرت عیسی کے مخالف ہونے کے کوئی تحریف کیونکر کر سکتے تھے۔ ایسا کہنا محض خلاف عقل ہے۔ اے حضرت دلائل عقلیہ بھی بالکل معطل نہیں ہو سکتے۔ تمام دار مدار تکالیف شرعیہ اور وجود دلائل عقلیہ مستحکام دلائل نقلیہ کا کرتے ہوں۔ اوسکو کچھری بچہری شرعی نہیں کہہ سکتے۔ فرمایا اللہ تعالے نے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ س ۲۹۔

بالآخر یہ گذارش ہے۔ کہ اس مسئلہ توفی میں امور ستہ مذکورہ میں سے جو امر آپ کو آسان معلوم ہو۔ اوس کو اختیار فرما کر جواب باصواب سے اطلاع بخشیں۔ لیکن جو کچھ ہو باصواب ہو ؎

اول اندیشہ وانگہے گفتار
پاے پیش آمدست و پس دیوار

باقی رہے دوسرے مسائل سو وہ بعد طے مسئلہ توفی کے منفصل ہو سکتے ہیں۔ باربا قی صحبت باقی۔ والسلام خیر ختام
مؤرخہ ۳ فروری ۱۸۹۸ء محمد احسن

سورۂ تبت کی تفسیر چھپکر طیار ہوچکی ہے۔ مینیجر الحکم قادیان سے طلب کریں قیمت فی جلد معہ محصول ۲/۰ آٹھ جلدیں سے کم باہر نہ جا سکیں گی۔

ایک مبارک تجویز

ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اون کتابوں کے مکرر چھاپنے کی تجویز کی تھی جو کتب خانہ دارالامان قادیاں میں ختم ہوچکی ہیں یا ختم ہونے والی ہیں مگر وہ اس تجویز کو اپنی مصروفیت اور کثرت کام کیوجہ سے پورا نہیں کرسکتے الحکم کے ذریعہ اوس کے ابتدائی نمبروں میں براہین احمدیہ کے چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا۔ لیکن من بعد خواجہ صاحب کا ارادہ سمجھ کر ہم نے اون کا زیادہ خیال نہ کیا۔ اب چونکہ خواجہ صاحب کی عدیم الفرصتی نے ان کو اس مبارک تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے ہم نے پھر عزم بلکہ عزم بالجزم کیا ہے کہ اس سلسلہ کو شروع کریں اس لئے ہم براہین احمدیہ اور ان کتب کو دوبارہ چھاپنا شروع کرینگے جو قریب الختم یا بالکل ختم ہیں فی الحال ہم شہادۃ القرآن کے چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں اسلئے جو جو صاحب شہادۃ القرآن کے خریداری کے شائق ہوں وہ اپنی درخواستیں ہمارے پاس بھیجدیں اور ایسا ہی جو صاحب اس سلسلہ کے حامی ہوں یعنی ہر ایک طبع شدہ کتاب کی ایک یا متعدد جلدیں خریدنے پر آمادہ ہوں وہ بھی اطلاع دیں تا اونکے نام درج رجسٹر کئے جائیں قیمت کتب کے لئے یہ لحاظ رکھا جائیگا کہ موجودہ قیمت سے دو ثلث سے زیادہ نہ ہو اور کم جسقدر ہوسکے ہو براہین احمدیہ کو جس اسلوب اور ڈھنگ پر ہم چھاپنا چاہتے ہیں وہ اگلے نمبر میں مفصل اشتہار کے ذریعہ ظاہر کرینگے +

ایک ضروری گذارش

انسانی ارادے اور وعدے بسا اوقات انسان کو شرمندہ کرتے ہیں۔ ہمارے ناظرین اخبار کے بدیر پہونچنے پر شکایتی خطوط لکھنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس میں حق پر ہیں لیکن اگر وہ ذرا سا ہماری مجبوریوں کا بھی اندازہ کریں تو ہمکو بھی معذور سمجھیں۔ قادیاں جیسے گاؤں میں پریس اور اسکے دقتوں کا اندازہ آسان امر نہیں۔ ایک پریس مین اور بہت سے کام کیا اندر صد ہا پار کا حالم ہو رہا ہے اور ابھی ڈاکخانہ سے باقاعدہ رعایتی محصول داخل کرنے کی منظوری بھی حاصل نہیں ہوئی اخبار ٹکٹ لگاکر روانہ کرنا پڑتا ہے جس میں دو چند اخراجات کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔ بہر حال ابھی تک اخبار کی باقاعدہ اشاعت کی ناظرین کیا خود ہمکو شکایت ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عمداً ایسا کرتے ہیں۔ اخبار کے جسقدر باقاعدہ اور بروقت اشاعت کا ہمکو خیال ہے ناظرین کو نہیں ہوگا مگر ہم مایوس نہیں وہ کارساز خدا جسنے الحکم کو اپنے اصلی مرکز پر پہونچایا۔ تاکہ وہ اپنا مشن کامل طور پر پورا کرسکے ایسے اسباب بہم پہونچا دے گا۔ جو اسکی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہو جائینگے اس لئے ہم اپنے ناظرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ گھبرائیں گے نہیں اور نہایت صبر اور استقلال سے دیکھیں گے کہ الحکم کیا ہوتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ خدا کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ الحکم اگر خدا تعالیٰ ہی کی رضا جوئی اور اسکے قائم کردہ مشن کے اعلائے کلمہ کے لئے جاری ہوا ہے تو یقیناً یقیناً وہ کامیاب ہوکر رہیگا وما توفیقی الا باللہ هو نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔

میاں احمد اللہ امرتسری کی ملاہٹ

اور

کوتے ہتھیار نے حق سے مجادلت

نہ پنداری کہ چشمش رسم عیاری نمیداند
نماند آنچناں خودرا کہ پنداری نمیداند

ہمارے ناظرین میاں احمد اللہ صاحب سے ناواقف ہوں تو اتنا ہی ذکر انکے انٹروڈیوس کے لئے کافی ہے کہ وہ امرتسری گروہ (فرقہ غیر مقلدین) میں مولوی غلام علی صاحب مرحوم کے معاون اور غزنوی طائفہ میں جسکے امام تھے جہاں سے سید نامرالصاحب سلمہ ربہ کی تعریف اور بعض مخفی رنجیدہ دماغیوں کی وجہ سے غزنوی گروہ نے انکو مضمون غلط کی طرح نکال دیا اور اونکا یہ خروج متولیان مسجد میں نیا چاند چڑھانیکا موجب ہوا اور ایسا گل کھلایا کہ ایک گرگو دو فریق بن عدالت تک جانا پڑا۔ اور مدت تک اس مقدمات کی طرح اخراجات کا زیر بار ہونا پڑا۔ اس ساری روئداد کا مقدمۃ الجیش بھی خروج تھا۔ الغرض مسجد سے نکل کر کچھ عرصہ تک ہماری جماعت سے احمد اللہ صاحب ملتے ملاتے رہے پھر یکایک اونکی زندگی میں اس پیرانہ سالی میں ایک روانی اور نئی ہوئی حسرتیں اور بجھے ہوئے ولولے دوسروں کی دیکھا دیکھی جوان ہوئے اور جھٹ مخالفت کا لباس پہن کر هل من مبارز کہتے ہوئے میدان میں اترے۔ خود ہم سے بارہا گفتگو ہوئی مگر وہ حق کی مخالفت میں کہاں کامیاب ہوسکتے تھے آخر لاجواب اور ساکت ہوئے پھر ہم سے بات کرنا تو درکنار ہمارا وجود اون کے لئے موت نظر آتا تھا۔ باایں ہمہ مخالفت میں ایسی حد سے بڑھے کہ ٹھٹھہ مارنے سے بھی عار نہ رہا۔ چنانچہ میاں نبی بخش کا معاملہ الحکم کے ذریعہ شائع ہوچکا ہے غرض یہی میاں احمد اللہ ہیں۔ ہمارے دوران قیام امرتسر میں احمد اللہ صاحب مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر تو بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے مگر سامنے آنے سے ڈرتے تھے آخر دسمبر ۹۷ء کے اواخر میں مولانا محمد احسن امروہی نے خود ان کے مکان پر جاکر یہاں تک آپ کی گت بنائی کہ انکو ان آواخر ایام عمر میں کیا ہوگئی یہاں تک کہ قادیاں آنے کا وعدہ کیا جسپر مولانا محمد احسن نے کہا کہ ہم آپکو اپنے کندھوں پر بٹھا کر لے چلیں گے مگر پاس سے کسی زمانہ ساز نے کہا کہ نہیں کچھ ضرور نہیں الغرض ہمارے قادیاں چلے آنے کے بعد میاں احمد اللہ نے بظاہر میدان خالی پایا۔ اور ہمارے ایک نوجوان بھائی میاں غلام محمد امام مسجد کو اپنے دم میں لانا چاہا مگر دال گلتی نہ دیکھ کر اوسکے خلاف اور بے سود کوششیں کرنی چاہیں مثل مشہور ہے ملا کی دوڑ مسجد تک جب انکو کوئی راہ گریز نہ ملی تو یہ تدبیر کی کہ کسی طرح سے اسکو مسجد سے نکال دیا جاوے پہلے تو اسکو سمجھاتے بوجھاتے رہے مگر جب اوسکی طرف سے دندان شکن جواب ملے تو پھر وہی جوہوں والی کونسل بنائی کی تجویز کی اور ادہر اودہر رقعہ بازیاں کرنے اور فتوے دینے کی گیدڑ بھبکیاں دینے لگے جب اوسنے مسجد کی بھی پرواہ نکی تو پھر ایک اور چال چلی گئی۔ کہ ہمارے مخدوم خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب اونریری مجسٹریٹ کی معرفت دھمکی دلوائی چاہی شیخ صاحب جو امرتسر کے نمایاں لوگوں کی ناک ہیں اونکے پہروں میں ایسے آنے والے نہ تھے اور نہ ہیں۔ القصہ یہ لوگ جب اور کچھ پیش نہیں جاتی دلائل و براہین سے غالب نہیں آسکتے تو پھر بیہودہ طور پر گردن کی رگیں پھلا کر شور مچایا کرتے ہیں ہم کو

افسوس ہے میاں احمد اللہ صاحب اس آخری عمر میں بھی عمدا حق سے کام نہیں لیتے۔ اور نہیں دیکھتے کہ دن بدن اُنکا مخالف فریق جسکو وہ حق پر نہیں سمجھتے کیسی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اور آسمان کس طرح پر انکی امداد پر جھکا ہوا ہے اور کیونکر اُسکے مخالف ذلیل اور خوار ہوتے جاتے اور ہر میدان میں شکست پر شکست اٹھاتے اور نیچا دیکھتے ہیں۔ گر راج ہٹ۔ بال ہٹ۔ تریا ہٹ براون کی ملا ہٹ مستزاد ہی ہوتی چلی جاتی ہے۔ خدا اُنکی حالت پر رحم کرے اور انکو چشم بینا عطا کرے آمین۔ میاں احمد اللہ صاحب آپ خوب یاد رکھیں کہ ان حکمت عملیوں میں آپ ہی کو نیچا دیکھنا ہوگا۔ خدا راست بازوں کو ضائع نہیں کرتا۔ مگر ہاں حق کی مخالفت کرنے والا نادان تباہ کیا جاتا ہے۔ اسلئے آپ خوف خدا کو دل میں جگہ دیں اور اس آخری عمر میں کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو انکار کے خطرناک جوئے سے رہائی پاؤ آخر میں اوس مامور من اللہ کے الفاظ میں آپ پر حجت پوری کیجاتی ہے۔

ع

یار دخود ہی بار بھی آؤ گے تا بکی؟	خود ہی کیا صاف بنا ؤگے تا بکی؟
باطل سے میل دل کی ہٹا ؤگے تا بکی؟	حق کیطرف رجوع بھی لاؤ گے تا بکی؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے	آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے تا بکی؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات	کچھ ہوش کر کے عذر بناؤ گے تا بکی؟

قتل لیکھرام کی سالگرہ

۶ مارچ ۱۸۹۸ء کو لاہور کے آریوں نے قتل لیکھرام کی سالگرہ منائی یہ اچھا ہوا۔ یہ بھی قدر دانی ہے سامعلوم ہوا ہے لیکھرام دیانند سرستی سے بھی بڑھ گیا۔ بیچارے سوامی صاحب کی ایسی یادگار قائم نہیں ہوئی تھی۔ یہ قومی قدر دانی ہے۔ مگر یہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ آیا گوشت خور پارٹی نے بھی اس غم و ہم میں حصہ لیا یا نہیں۔ اور اپنا وہ خیال کہ لیکھرام میموریل فنڈ کا چندہ واپس دیا جاوے۔ بدل لیا۔ یا اسی پر قائم ہیں۔ بہرحال پہنی قسم کی سالگرہ پنجاب میں ہو گئی۔

محمود کی آمین۔ دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ قیمت ۱؎ درخواست مینیجر الحکم کے نام ہو۔ اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں (جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں) اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبے) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہونگے۔ اور اگر ہمارے احباب نے توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ ر فیصدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کے مفت تقسیم کر دیا کریں ماده تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس سو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

ضرورت

میں کسی نومسلم یا شریف ماں باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ماہوار آمدنی دس بارہ روپیہ ہے اور بیکر ذی شیخ ہوں قوم مجھ کو شناسائی کی پرواہ نہیں لڑکی کسی قوم کی ہو بلکہ میں اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں اگر کوئی باپ پہلے ماں سے عیسائی ہو میری عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی ہے۔ خط لکھنا فضل الٰہی کلانوری معرفت مینیجر الحکم قادیان دارالامان

گورنمنٹ پنجاب سے ضروری گذارش

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

یہ امر گو متعدد مرتبہ گورنمنٹ کی توجہ کیلئے نہ اپنی لئے بلکہ اپنی ارادت کیش اور عقیدتمند جماعت کی وفاداری اور خیر خواہی کے اظہار کیلئے ہمارے سید و مقتدا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ عرضداشتہائے مطبوعہ پیش کیا کہ وہ جماعت جو سیدنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کے ہاتھ پر بیعت کنندہ ہوتے ہیں تو یہ در بنی نوع انسان سے سچی بھلائی۔ بغاوت اور شرارت کے ارادوں اور خیالوں کو دور کرنی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتی ہے۔ اور ایسی کسی ایسے امام مہدی یا مسیح کے آنیکے خیالات دور کرتی ہے۔ جو آکر فتنہ و فساد یا جنگ و جدال کرے۔ اور جہاد بالسیف کا حکم دے۔ گورنمنٹ کی لئے ایک مبارک جماعت ہی ہے۔ یہ امر گورنمنٹ سے مخفی بھی نہیں کہ اس جماعت کا امام یعنی مرزا غلام احمد صاحب بن مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم ایک ایسے خاندان کا چشم و چراغ ہے جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیر خواہ اور جانفروش دوست رہا ہے مگر بعض کوتہ اندیش لوگوں کی ریشہ دوانیوں اور بدنیتی ہنوز بھی رہی ہو وہ اپنے خیالات رکھتے ہیں کہ کوئی تاج و تخت کا خواہشمند مہدی یا مسیح آئیگا اور جنگ و جدل کرتا پھریگا۔ اور اسلئے سیدنا مرزا صاحب کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کیساتھ پوری وفاداری اور خیر خواہی سے سلوک کرنیکی تعلیم دیتا ہے بلکہ وہ اپنی شرائط بیعت میں یہ امر داخل کر دیا ہے کہ جو آدمی کسی قسم کی **بغاوت** کا خیال رکھتا ہو وہ میری بیعت میں داخل نہیں ہو سکتا اندیشہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری برگزیدہ جماعت پر پولیٹیکل نکتہ چینیوں کے تیر چلائیں اسلئے اس امام الوقت نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اُس اور اسکی جماعت کو خیر خواہی اور خیر سگالی میں فرد پائیگی اور اپنے اس بیان کے مؤید کرنیکی لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ اولاً سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح زمان کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دوست رہا ہے۔ ثانیاً وہ ایسے مذہب کے پابند ہیں جو صلح اور سلامتی کی تعلیم دیتا اور اپنی محسن گورنمنٹ کی شکر گزاری اور اطاعت کی ہدایت کرتا ہے اور هل جزاء الاحسان الا الاحسان کا حکم رکھتا ہے پس اپنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت سے انکو کبھی چارہ نہیں۔ ثالثاً خدا تعالیٰ نے اُسے ایسے منصب سے سرفراز فرمایا ہے جو جہاد بالسیف یا جنگ و جدل کو مٹانا چاہتا ہے اور اسی لئے کوتاہ اندیش مخالفوں نے انکو ستایا ہے۔ رابعاً عملی طور پر اپنی جملہ تصانیف میں جنپر ہزارہا روپیہ صرف ہوئی کثیر التعداد کتابیں چھاپ کر ممالک اسلامیہ میں تقسیم کیا ہے جنمیں **مخالفت جہاد**

ہمارے نام ایک شفقت نامہ

اگرچہ ضروری نہ تھا۔ کہ ہم اپنے کسی پرائیویٹ (ریخ) خط کو شائع کرتے لیکن چونکہ اس شفقت نامہ سے جو ہدایت نامہ کی شکل میں ایڈیٹر الحکم کے مہربان باپ سے بھی بڑھکر شفیق عم مکرم۔۔۔ میاں مولابخش کلارک لاہور نے لکھا ہے۔ اون لوگوں کے لئے بھی جو دارالامان میں رہتے ہیں۔ چند نصیحت اور ہدایت کی باتیں مل سکتی ہیں۔ اس لئے اوس خط کے چند فقرات شائع کرتے ہیں۔

وہو ہذا

عزیز القدر اطال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ تو **امن کے گھر میں** ہے۔ جو ایک طرح سے باغ عدن کی استراحت سے کم نہیں۔ مگر چونکہ یہ باغ عدن دنیا میں ہے۔ اس لئے شیطان کی آزمائش کا بھی اندیشہ ضروری ہے۔ مبادا کوئی **مار سیرت** اس میں بھی گھسکر ڈنگ مارے اور پھسلا جاوے۔ اس لئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ سب پھل کھانا مگر **تمیز** (خود پسندی) **خود بینی** اور **عیب چینی** کا پھل نہ کھانا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ **انسان** اول کی طرح جنت سے نکالا جاوے۔ (ربنا لا تشمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین آمین)۔۔۔۔۔۔۔۔ قادیان رہتے میں تجھکو یہ بھی تاکید کرتا ہوں کہ زیادہ اختلاط عوام الناس سے کرنا اچھا نہیں۔ نہ تکبر و انانیت کے رو سے بلکہ بے جا بے تکلفی کے سبب سے کیونکہ بے تکلفی سے بے لطفی پیدا ہو جاتی ہے جس کا آخری نتیجہ بدمزگی۔ رنجش و بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر تنہائی اور خلوت میں لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اپنی سیلف ریسپکٹ کا خیال بھی ضروری چیز ہے۔ حضرت امام الزمان مرزا صاحب سلمہ الرحمٰن کے وعظوں سے مستفیض ہونا اور اونکی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہونیکی سعی کرنا چاہیئے۔ اور مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب اور سید محمد احسن اور مرزا خدابخش جیسے اشخاص کی صحبت سے فیض اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ علاوہ دنیوی امور میں تجربہ اور وجاہت رکھنے کے دینی امور میں صادق و راسخ الایمان ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً اول الذکر دو صاحب تکبر سے بچنا تکبر سے بچنا۔ سب سے خندہ پیشانی سے ملنا اور اخلاص سے رہنا مقدم ہے۔ میں تجھکو ڈراتا ہوں۔ کہ ہر ایک کام خشیۃ اللہ سے شروع کرنا چاہیئے۔ کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا ہنسنا۔ غرضیکہ ہر ایک فعل میں الٰہی خوف ہو۔ کیونکہ سلیمان کہتا ہے خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے اور قرآن کہتا ہے جسکو حکمت دی گئی اوسے خیر کثیر دی گئی۔ پس ہر وقت خوف الٰہی اور خشیۃ اللہ حقیقی طور پر نہ ریاکاری اور ظاہرداری کے طور پر تیرا اوڑھنا بچھونا ہو تا خدا تجھ پر الطاف واکرام کی بارش کرے۔ اور تجھے زمانے کے امام کے پاس رہنے کی حقیقی توفیق دے۔ اور تو اوس مطلب اور غرض کو سمجھ لے جو ایسے لوگوں کے پاس رہنے سے ہوتا ہے۔ **امام** کے پاس بیٹھنا اوس کے ساتھ کھانا کھانا۔ کوئی مشکل کام نہیں۔ مگر حقیقت کے رو سے بڑا کٹھن اور خطرناک ہے ہر وقت دعا مانگنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ صدق نیت عطا کرے اور ایسا نہ ہو۔ کہ ہم کسی کے لئے ٹھوکر کا پتھر بن جائیں۔ یہودا اسکریوطی بھی مسیح کے ساتھ کھانا بلکہ چھاتی پر لیٹتا تھا۔ بہشت کی کنجیوں کا وارث۔۔۔ پطرس بھی تو مسیح کے ساتھ رہتے تھے۔ پس ہمیشہ دعا اور استغفار کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس **مبارک عہد پر جو امام الوقت** کے ہاتھ پر کیا ہے ہم کو قائم رکھے۔ دارالامان میں رہنے پر کبھی ناز نہو۔ ایسا ناز جو تکبر اور انانیت پیدا کرے۔ ایسی رہائش سے وجاہت حاصل کرنی چاہیئے۔ جو فخر کے قابل ہو۔ حکیم صاحب سے خصوصاً بردباری کا سبق سیکھنا چاہیئے۔ کسی کو اخبار دینے میں اس امر کا لحاظ رکھو کہ منت و الحاح سے نہ دیا جاوے۔ میں اس کو شرک سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ اللہ پر توکل و بھروسہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کسی کو اپنی ضرورتوں کا متکفل نہیں بنانا چاہیئے۔ اور نہ اوس کی رضاجوئی کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مطلب کو پیش نظر رکھکر کوئی کام کرنا چاہیئے۔ نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ مگر وہ ان کے لئے ہی مولیٰ اور وکیل ہوتا ہے۔ جو اوس سے رشتہ عبودیت کا سچ مچ گانٹھ لیتے ہیں۔ بجز اس کے ایسا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اب میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھکو زیادہ تاکید کروں۔ تو خود ان باتوں پر غور کر اور سمجھ اپنا مسلک السلامۃ فی الوحدۃ بنا لو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و معین ہو۔ ۲ مئی۔ عاجز مولابخش از لاہور

پوسٹل انچارٹیز توجہ فرماویں

برانچ پوسٹ آفس قادیان ایک متدین (دیسی) عیسائی کے ماتحت ہے جسنے حسن سلوک سے وہ ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز سمجھا جاتا ہے۔ اپنے کام میں مستعد اور ہوشیار ہے۔ باوجودیکہ ڈاکخانہ قادیان کا انتظام و انصرام اس قابل ہے۔ کہ اوسکو مستقل پوسٹ آفس بنایا جاوے۔ مگر ہم نہیں جانتے۔ ابھی تک پوسٹل اتھارٹیز کے زیر نظر کیا ہے۔ جو ڈاکخانہ کو مستقل نہیں کیا جاتا۔ اس وقت قادیان میں **تین سکول دو پریس** اور ایک اخبار جاری ہیں۔ اور ڈاک کی روانگی اور آمد تمام علاقہ سے زیادہ ہے۔ پھر نہیں معلوم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار الحکم کو رعایتی محصول کی شرح سے قادیان میں فائدہ اٹھانے سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ قادیان کے برانچ آفس کے کاروبار کی کثرت اس قابل ہے۔ کہ وہاں کے برانچ آفس کو مستقل بنایا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پوسٹ آفس توجہ فرمائیں گے۔ اور اس برانچ پوسٹ آفس کو ہیڈ آفس بنانے کی تجویز کرینگے +

بدمعاش دلیر ہو چلے

کلانور کے علاقہ سے خوفناک ڈکیتیوں خبریں سنی گئی ہیں

بدمعاش اور اوباش آدمی دلیر ہوتے جاتے ہیں جنکے انسداد کے لئے پولیس کو بہت توجہ کرنی پڑے گی۔ اور قصبات میں بھی پولیس کی طاقت کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ دیہات کے چوکیدار جو پولیس فورس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں بالکل لاپرواہ اور لاشئے محض سمجھے جاتے ہیں۔ اور نہ وہ امور امن عامہ کی طرف چنداں توجہ کرتے ہیں۔ بلکہ کر سکتے ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرض منصبی کو نمبردار یا ذیلدار۔ یا کسی بڑے لالہ صاحب کی خدمات کی بجا آوری سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ اور اون کو اون خدمات سے اتنی فرصت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے ذاتی اور منصبی کام پر توجہ کریں یہی وجہ ہے۔ کہ بدمعاش دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ رات کے بارہ بارہ بجے تک شراب فروشی کی دوکان کھلی رہتی ہے قمار باز دل کھولکر کھلے بندوں جوا کھیلتے ہیں۔ اور چوکیدار کو ادنیٰ غلام سے بھی بدتر سمجھتے ہیں کیا اچھا ہو۔ کہ چوکیداروں کو اختیارات ذرا وسیع کر دئے جائیں۔ اور کوئی متدین آدمی

سرمن (خطبہ)

جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب ایدہ اللہ بروحہ منہ سیالکوٹی نے ۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ پڑھا جزاہم اللہ احسن الجزا

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ انا ھدنا الیک ط قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء ط فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم بایتنا یؤمنون ۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون (سورۃ اعراف)

(ترجمہ)

ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ اور آخرت میں بھی نیکی لکھ یقیناً ہم تو تیری ہی طرف متوجہ ہو گئے ہیں خدا نے کہا میں جسکو چاہوں اپنا عذاب دونگا اور میری رحمت سب چیزوں پر پھیل گئی ہے پس میں اپنی رحمت متقیوں اور زکوٰۃ دینے والوں کے لئے دونگا جو پیروی کرتے ہیں الرسول کی جو امی ہے جسکو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توریت اور انجیل میں اُن کو معروف کا امر کرتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ستھری چیزیں اُنکے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور اُن بوجھوں اور غلوں کو اُتار پھینکتا ہے جو اُن پر تھے۔ جو لوگ اوس پر ایمان لائے اور اُسکی تائید کی اور اس نور کی پیروی کی جو اُس کے ساتھ اُتارا گیا ہے وُہی لوگ فلاح اور نجات پائیں گے +

ان آیات میں غور کرنے سے بڑے عظیم الشان فلسفہ حاصل ہوتے ہیں۔ رسول کی ضرورت۔ اسلام کی ضرورت رسول کے آنے سے پیشتر دنیا کی کیا حالت تھی؟ کیوں ایک وارث کتاب قوم تباہ ہوئی؟ کیوں اُس سے وہ نور چھینا گیا؟ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین اوس نور کے وارث ہو گئے؟ یہ مہتم بالشان امور ان ایات میں تدبر کرنے سے خوب حل ہوتے ہیں ان آیات سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرٰئیل کے ساتھ بہت بڑا ذکر ہے (جو تمثیلی رنگ میں اور ایک گہری نظر میں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کا پیشگوئی کے طور پر ایک ذکر ہے) خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے بہت بڑے وعدے کئے تھے منجملہ ان وعدوں کے فرعون کی غلامی سے چھوڑا کر بالمقابل اوس پاک سرزمین کا وارث بنانے کا وعدہ تھا جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اس وعدے کا ایک بڑا حصہ پورا ہوا یعنے انہوں نے موسیٰ کی طفیل اوس بڑی غلامی سے نجات پائی اور خدا نے انہیں مصر کے آہنی اور جلتے ہوئے تنور سے نکال لیا۔ لیکن دوسرا حصہ جو تکمیل وعدہ تھا اور جو ایک عظیم الشان فضل تھا یعنے بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہونا اور اُن نعمتوں سے متمتع ہونا جو اوس سرزمین میں پائی جاتی تھیں پورا نہ ہوا! کیوں؟ کیا خدا کی طرف سے ظلم ہوا! یا خدا تعالےٰ نے بے وجہ اُنکی کامیابی کی راہیں روک ڈالدی اس کا مفصل بیان اس سورت میں درج ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنی نالائق کرتوتوں سے اپنے تئیں اس قابل نہ بنایا کہ وہ اوس وعدہ کی زمین کو نہ دیکھ سکے اور خدا کی غیوری نے اجازت نہ دی کہ اوس خطاکار قوم کو بیت المقدس کی سرزمین میں داخل کرے یہ عظیم الشان وعدہ جو ایک اولوالعزم نبی سے کیا گیا تھا۔ یعنے موسیٰ علیہ السلام انکی کرتوتوں کے وجہ سے پورا ہونے سے رہگیا۔ اور خود وہ نبی جسکے منہ اور ہونٹوں سے اس وعدہ کے الفاظ نکلے تھے اپنی آنکھ سے اوسکی تکمیل نہ دیکھ سکا۔ اس مقام پر غور کرنیوالے دلوں اور فکر کرنے والی طبیعتوں میں بہت بڑی گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مومن کی روح کانپ اُٹھتی ہے کہ جب ایک عظیم الشان نبی موسیٰ جیسا کلیم وعدہ کی زمین میں نہیں پونہچ سکا پھر خدائے تعالےٰ جو رحمان و رحیم خدا ہے کیا اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا؟ وہ تو فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد مگر قوم کی بدکاریاں اور شوخیاں اپنے ہاتھوں ایسے سامان بہم پونہچاتی ہیں کہ سنت اللہ اسوقت ایک مخفی شرط سے جو اس وعدے کے اندر ہوتی ہے کام لیتی ہے اور یہ لاتبدیل اور لاتحویل قانون ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں سے استفادہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے (یہ قاعدہ ہم عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہوا بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی چیز سے وہ کام نہیں لیتے جو اوسکی غائیت و غرض ہے یعنے یا اوسے بیکار چھوڑ دیتے ہیں اور یا اوسکا غلط استعمال کرتے ہیں تو وہ ضرور بیکار اور نکمی ہو جاتی ہے دیکھو ایک سنیاسی اپنا ہاتھ اونچا کیے رکھتا ہے اور اُسے بے حس و حرکت چھوڑ دیتا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے اور اوس میں حس حرکت کی قوت زائل ہو کر انسان کو ان تمام فوائد سے محروم کر دیتی ہے۔ جو مقصود تھے اسی طرح جو قوم یا آدمی اپنے قوائے کا درست استعمال نہیں کرتا تو وہ خدا تعالےٰ کے ایک قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی سزا دو قسم کی دیجاتی ہے۔ اول اوس بد استعمال سے اون نتائج بد کا مترتب ہونا جو اس کا خاصہ ہیں دویم اون مفاد سے محروم رہ جانا جو اس سے مقصود نہیں تھاری دانست میں سزا و جزائے اعمال کا یہی ایک راز اور قانون ہے دنیا میں بھی فائز المرام اور کامیاب وُہی انسان ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو برباد نہیں کرتے اور آخرت میں بھی فلاح وُہی پانے والے ہیں ہم نے غور کرنے کے بعد نیکی کی فلسفی بھی سمجھی ہے کہ قوائے انسانیہ سے وُہی کام لیا جاوے جو اُنکا **اصل مقصد ہے**۔ اور اوسکی ضد بدی ہے یہ بحث ایک علیحدہ مضمون ہے جو اس مختصر میں نہیں آ سکتا ایڈیٹر)

اس سنت اللہ اور پہچال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں اور پیروؤں کی بد اعمالی مرشد کی کامیابی کیلئے ایک روک ہو جاتی ہیں جماعت کی بے حیائی اور بے باکی جماعت کو اون وعدوں سے محروم رکھتی ہے جو اوس سے ہوئے ہیں یہ مضمون مسلمانوں اور ہم لوگوں کیلئے خصوصاً بہت ہی غور کے قابل ہے۔

اس پہاڑ پر موسے ۷۰ ستر آدمیوں کو منتخب کرکے لے گئے اور وہاں خوفناک نظارہ دکھلائی دیا جو حقیقتہً باریک اشارہ تھا کہ یہ لوگ تجلیات الٰہی کے تحمل کے قابل یا نعماء خدا تعالےٰ کے وارث ہونیکے قابل نہیں ہیں رموز شناس موسے نے اس اشارہ کی تہ میں پہنچ کر یہ دُعا کی واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ۔ اس دُنیا میں جو وعدے تو نے مجھسے کئے ہیں کہ ہم دشمنوں پر مظفر و منصور ہوں اور دشمن کے قبضہ سے سرزمین موعود کو چھڑا سکیں ہمارے لئے قطعی طور پر انہیں پورا کر۔ اور ہمارا انجام بھی اچھا ہو یعنے ایسا نہ ہو کہ قوم دنیوی کامیابیوں کے نشہ سے سرشار ہو کر روحانی خوبیوں اور انجام کار سے غافل ہو جائیں جیسا کہ کامیاب قوموں کے حال آخر کار ایسی ثابت ہوئی ہے بلکہ ہمارے لئے دین و دُنیا دونوں جمع کر۔ (حضرت مولانا صاحب کے اس استدلال سے کہ دنیا میں نصرت من اللہ فتوحات دے بعد غور ہم یہ نتیجہ نکالتے

[illegible] کسی بیمار یا علاج کو کسی کے لئے پورا کرنا چاہتا تو اس [illegible] وہ سامان بہم پہونچا دیتا ہے۔ چونکہ **دعا** بھی [illegible] دیگر اسباب کے ایک سبب ہے۔ جو **فطرتی جوش** کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس لئے اون میں اس قسم کی دعا کی حالت کا بےجا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس سے دنیوی فتوحات اور نا امیدات ہی مراد تھیں۔ اور اسی لئے ھذہ الدنیا کا لفظ بھی منہ سے نکلا۔ ایڈیٹر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مکہ میں مدینہ کے ستر آدمیوں نے اُس گھاٹی پر مخفی بیعت کی۔ اور آپ نے اُنہیں مدنی قوموں کو تبلیغ کرنے کے لئے منتخب کیا اور خدا نے قوم بنی اسرائیل کے خلاف دنیا اور آخرت کے دونوں قسم کی حسنہ اُن کے حق میں پوری کی۔ یہ باتیں اور یہ تشبیہی واقعات غور کے قابل ہیں۔ مگر اللہ تعالے کا جواب بہت ہی قابل غور ہے۔ قال عذابی اصیب بہ من اشاء۔ وہ تو کہتے ہیں کہ اے خدا ہم نو صراط مستقیم پر آ گئے مگر یہ بیت ابتلائی ہے۔ کہ نہیں یہ قوم اپنے اعمال و افعال سے اور حسنہ کی مستحق نہیں اور بیت المقدس کی پاک سرزمین میں داخل ہونے کے . . . . . . قابل نہیں ہی بیشک میری رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن میرا قانون تقاضا کرتا ہے۔ کہ میرے رحیمانہ وعدے متقیوں اور حقوق عباد نگاہ رکھنے والوں کے لئے مکتوب یعنی قطعی ہوتے ہیں۔

میری رحمت جو حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرہ پر مشتمل ہے وہ متقیوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کی کامیابی اور فتوحات بھی ان ہی لوگوں سے خاص کر دی گئی ہیں۔ اور بنی اسرائیل میں متقی نظر نہیں آتے۔ اسی لئے میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرۃ ایک متقی قوم سے مختص کرتا ہوں۔ وہ وہی وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوگی جس میں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہیں۔ وہ راست باز قوم کون ہے؟ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا" الآیہ یعنے وہ راست باز وہ لوگ ہونگے جو الرسول النبی الامی کے متبع ہونگے جس کی نسبت پیش گوئیاں توراۃ اور انجیل میں مذکور ہیں۔ حکم کرتا ہے اُن کو نیک باتوں کا۔ اور روکتا ہے بری باتوں سے۔ یہ مضمون بہت ہی قابل غور۔ اور وسیع ہے۔ اور یہ خطبہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں چند امر نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔

ان آیات میں بہت الفاظ قابل غور ہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ الرسول۔ النبی۔ الامی۔ یہ نام ہمارے سید و مقتدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہیں۔ اور آپکی دعوت تبلیغی کی تفصیل یہ ہے۔

تحلیل الطیبات و تحریم الخبائث۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر

اور بوجھوں کا اوتار پھینکنا اور طوقوں کا توڑ ڈالنا۔ یہ پانچ کام ہیں جو اس رسول کو پورے کرتے ہیں۔ الامی نام رکھنے سے یہاں یہ بھید معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اوس مغرور قوم کا جو توراۃ کی وارث کہلاتی ہے اور علوم سماوی کا مخزن بنتی ہے صرف ڈھانچا ہی ڈھانچا رہ جائیگا اور معرفت کا نور اُن سے چھین لیا جائیگا اور اسکی قائم مقام اور وارث وہ قوم بنے گی جو یہ صفات حسنہ اپنے اندر رکھیگی اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے پڑھ لینے بلند دعوے کرنے اور دراز دامن چغے پہننے سے دل کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور خدا کی نظر پڑھ پڑھ کر بڑی بڑی باتیں کرنیوالے پر نہیں پڑتی بلکہ وہ تو دل کی تہ تک پہونچتی اور اسکو ٹٹولتی ہے کہ آیا اوس میں پاکیزگی کا نور ہے یا نہیں۔ وہ ایسی باتیں متکبر پڑھے ہوؤں اور نیداری عالموں سے دریغ رکھتا ہے اور امیوں اور خالی برتن والوں کو اپنی معارف کا گنجینہ دار بناتا ہے وہ جو بڑی بڑی حدیث دانی اور اسفار خمسہ اور مجامیع و مسانید کے کرگھی دار ہونے کا دم مارتے ہیں ایک گاؤں کے رہنے والے سادہ اور پاک برگزیدہ کی شناخت سے محروم رکھے جاتے اور بے نفس رسمی علوم سے پاک ان پڑھ اسکی شناخت اس کی محبت اور لوازم محبتہ سے بہرہ مند ہوتے ہیں سچی پاکیزگی اور حقیقی طہارت گناہوں سے پوری نفرت کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ عجب کا تسلط عرش دل سے اٹھا دیا جائیگا اور ہر ایک قسم کی ریا اور بدکاری۔ بے ایمانی غروانیہ کے راہوں سے پوری کنارہ کشی ہو۔ یہی مستقیانہ زندگی ہے۔ جو کسی قوم کو خدا کے وعدوں کا وارث بنا لی ہے۔

امی کے لفظ پر غور کرنے سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے (واللہ تعالے بہتر جانتا ہے) کہ بنی اسرائیل کی وارث ہونیوالی قوم ایک سادہ اور پاک قوم ہوگی تکلف اور تصنع کے راہوں اور رسمی علوم و فنون سے انہیں سروکار نہ ہوگا اور اسلئے رعونتہ اور انانیہ اور تعلی اور تکبر اُن کے پاس نہ آئے گا۔ اور وہ رسول جو اس قوم کو وعدہ کی زمین کا وارث بنانے والا ہے تمام دنیوی تعلیموں سے سادہ آئے گا۔ وہ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہ ہوگا۔ نہ اوسنے کسی پر تکلف گدی نشین کے آگے مریدی اور خادمی کے زانو تہ کئے ہونگے اور اُسے زیبا ہوگا اور اُسکا استحقاق ہوگا کہ یہ کہے ؎

چوں حاجتے بود باویت دیگر مرا + من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

یہودی رسمی علم کے گھمنڈ سے امی عرب کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے اور اعتقاد کر نہیں سکتے تھے کہ ایسی قوم کبھی خدا تعالے کے فضل کی مورد بن سکتی ہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ نبوت اور ولایت اور امامتہ کے ابدی ٹھیکہ دار وہی ہیں اور شاہی یونیورسٹی کے بے سرٹیفکیٹ لئے کوئی ایسے دعاوی کا حقدار نہیں ہوسکتا عجیب بات ہے کہ جیسے وُہ احبار الہداد رابنا اللہ کہلاتے اور مس نار سے اپنے تئیں معصوم محفوظ جانتے تھے لازماً اخلاق میں ایسے گر گئے تھے کہ عربوں سے معاملات میں بے ایمانی اور دغا اور فریب کو ناجائز نہ سمجھتے تھے۔ افسوس ہمارے زمانہ کے مثیل الیہود دہشت کے ٹھیکہ داروں کا بھی یہی رویہ اور چال ہے۔ یہود کو اُسی تکبر اور بدمعاملگی نے خدا تعالے کی نظر سے گرا دیا اور آخر اس اینٹ کو جسے مغرور معماروں نے رد کر دیا تھا عظیم الشان عمارۃ کے کونے کا سرا بنایا۔

(امی کا لفظ ام القری کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ صفت نسبتی ہے جسکا اشارہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے چنانچہ یرمیاہ نبی کے ۳۱ باب اور یسعیاہ کے ۵۴ باب اور گنتی کے ۸ باب اور استثنا کے ۱۸ باب میں اسکی طرف خاص اشارات ہیں اسی لئے الامی کا لفظ آیا یعنے وُہ اُمی جسکا ذکر کتب سابقہ میں ہے ایڈیٹر)

سنو! اس زمانہ میں بھی اللہ تعالے نے ایک امام کو پیدا کیا ہے جو اُسی الرسول۔ الامی کی چال پر چلا ہے۔ اُسنے بھی ایک جماعت بنائی ہے اوسی طرح جسطرح خدا نے ارادہ کیا۔ مگر نادان مخالف اوس امام کو ایک اردو نویس منشی کہتے اور اسکی جماعت کو اُردو خوان لوگوں کی جماعت بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی جماعت کا سید احسن مثلاً (مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ایک اردو خوان منشی ہے اور وہ جو نور کی طرح چمکتا ہے چند نسخہ جاننے والا طبیب ہے اور فلاں مدرسہ کے لڑکوں کو اُردو پڑھانے والا ہے۔ غرض کہاں تک بیان کروں اس تحقیر اور ہتک کا اندازہ بھی ہے جو اس مخالف جماعت نے اس امام اور اسکی جماعت کی نسبت اختیار کر رکھی ہے۔ میرا دل اُنکے لئے تڑپتا اور میری روح ان کے لئے رقت میں ہے کہ کاش وہ ان آیات کو پڑھتے اور تدبر سے ان میں نظر کرتے۔ اسی قسم کی باتیں ایک قوم کی نسبت آج سے تیرہ سو برس پیشتر کہی گئیں مگر نظر اٹھا کر تو دیکھو کہ جنکی بابت کہا گیا اونکا کیا حال ہوا۔ اور جنہوں نے کہا وہ کہاں تک پہونچے وہ جو اپنے تئیں معزز و موقر سمجھتے تھے اور بادی النظر میں تھے بھی ایسے

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدا جناب مسیح الزمان نعمۃ الرحمان نے شائع کیا تھا اوس میں بالقاء رب جلیل سیدنا میرزا صاحب (ایدہ اللہ بروح منہ) نے بیعین کی فہرست اسمار مشتہر کو الف ضرور بہ طبیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سیدنا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بجنسہ درج کرتے ہیں اور اسکی تکمیل کے طرق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونیکا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالے اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کر کے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر شدت سے ہو رہی ہے خیال بجناب اللہ تعالے کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اسلئے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کر کے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لئے ہمکو آسانی ہو۔

نمبر	ولدیت	سکونت مستقل	سکونت حال	تاریخ بیعت	کیفیت

ہم عنقریب یہ اشتہار جدا چھپوا کر بکثرت تقسیم کریں گے شروع اپریل سے ہم اس کام کو شروع کریں گے اور ردیف وار یہ کتاب مکمل ہوگی۔ ہم حضرت اقدس کی تبلیغ میں سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جو اس ضرورت کے متعلق حضور نے لکھا ہے + ایڈیٹر

وھو ھذا

اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر مخفی نہ رہے کہ اس عاجز سے خالصاً لطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں [1]۔ واضح ہو کہ بالقاء رب کریم و جلیل (جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو بے برکت و کمزور کر دیا ہے نجات دیکر فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بناوے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس سکونت مستقل و عارضی اور کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج یا دیں اور پھر جب وہ اسمائے مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی انکے

اسمار کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبائعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کی جاوے اور ایسا ہی ہوتا رہے۔ جب تک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہنچ جائے۔ یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راست بازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عز و جل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کاروائی بجز اسکے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھکر اپنا تمام پتہ و نشان بہ تفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بہ تحریر خاص اپنی پوری پوری نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کیوقت یہ تمام امور درج کراویں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا ازاں جملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائیگا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعا خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کی طرح مشغول ہو جائیں گے اور ہر ایک کو اُن میں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائیگا کہ اُس کے روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خدا داد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اُن پر ظاہر کریگا کہ خدائے تعالے نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت و جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے کمال ہمدردی و محبت سے پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھکر اُنکا قدر کرے اُن سے جلد صلح کر لیوے۔ اور دلی غبار کو دور کر دیوے۔ اور صاف باطن ہو جاوے۔ اور ہرگز ایک ذرہ کینہ و بغض اُن سے نہ رکھے +

[1] علہ جس مدعا کے لئے بیعت ہے یعنے حقیقی تقوٰی اختیار کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلئے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد رکھے اور اس وہم میں نہیں پڑنا چاہئے کہ اگر تقوائے اور سچا مسلمان بننا پہلے ہی سے شرط ہے تو پھر بعد اسکے بیعت کی کیا حاجت ہے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقوائے کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور بہ برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبعیت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جز بن جاوے۔ اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جسکو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدائے تعالے کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدائے تعالے کی نظر میں بری و مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلئے ابتدائی اتقا جسکو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدًی للمتقین یہ نہیں فرمایا کہ ھدًی للفاسقین یا ھدًی للکافرین ابتدائی تقوائے جسکے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آ سکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اسکے مربّی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشأناہ خلقاً آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اسکے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے + فتدبر منہ

ایڈیٹوریل نوٹس

(اگر قبول افتد زہے عز و شرف)

ہم آج ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں جسکے منظور ہونے کی اپنی برگزیدہ جماعت سے خصوصاً امید ہونی چاہئیے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت جس قدر مسلمانوں کو ہے اُوسکے محسوس کرنے کے لئے ابھی عام دلوں میں قوت پیدا نہیں ہوئی۔ مگر اس سے ہم مایوس نہیں ہوتے کیونکہ یہ پودہ اس باغبان نے لگایا ہے جو بحرام کہ

ذقت نو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار
بلند تر محکم افتاد

کا مصداق و مخاطب ہے یہ سرسبز ہوگا اور ضرور ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ) اور عام دل اسکی ضرورت محسوس کرنے لگیں گے۔ اور اسکی آبیاری اور سرسبزی میں ہمہ تن کوشاں ہوں گے۔ مگر ابھی ابتدائی حالت میں جن لوگوں کو اوسکی سرسبزی کا خیال پیدا ہوا ہے۔ وہ مبارک ہیں کیونکہ وہ السابقون الاولون کے مصداق ہونے والے ہیں۔ اس لئے فی الحال ہم اون دلوں ہی کو مخاطب کرکے چند باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ جو اوسکی ضرورت کو محسوس کر چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اثر پذیر ہو سکتے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجنگ کمیٹی نے مکان مدرسہ کی تعمیر کا انتظام کر لیا ہے۔ گو ہمارے نزدیک ابھی یہ قبل از وقت ہے لیکن جب کارکن کمیٹی نے اسکی ضرورت کو سمجھا۔ تو ہمکو مخالفت ظاہر کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئیے کہ ہم بھی اسکے ہم زبان ہو کر اسکی تکمیل میں ساعی ہوں + بناء علیہ ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مکان مدرسہ کیلئے یوں تو خاص چندہ کی ضرورت ہے کیونکہ جس حال میں فنڈ مدرسہ صرف ماہواری چندہ ہی ہے اور ابتدائی اخراجات کی کثرت اور آمدنی کی دوسری سبیل نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی مشکلات بظاہر نظر آتی ہیں تعمیر مکان ایک بڑی بھاری مشکل ہے مگر اسکو آسان کرنے کے لئے ایک تجویز ہماری سمجھ میں آئی ہے جسکو ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے جسقدر لوگ قربانی کرتے ہیں ھر ایک شہر میں قربانی کی کھالیں اپنے طور پر جمع کریں اور اُنکی فروخت سے جسقدر روپیہ جمع ہو وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی امداد میں بھیجا جاوے یہ ایک سہل ترین کام ہے جسکے لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین بڑی خوشی سے اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے ہم اپنی اس تجویز پر عملی کارروائی ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہونگے اور ایسے تمام اشخاص کے نام الحکم کے ذریعہ شایع کئے جائیں گے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تحریک ہو۔

قدامت قربانی از کتب آسمانی اس نام کا ایک ۴۴ صفحہ کا رسالہ نور علی نورلودیانہ کے ایڈیٹر ہمارے مکرم شیخ الہ دین صاحب واعظ اسلام کی تصنیف سے بغرض ریویو ہمارے پاس پہنچا۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ریویو نگاری کے اہم فرض سے ایک ہفتہ وار اخبار میں سبکدوش نہیں ہو سکتے ریویو تو اہم اخبارات میں ایک معمولی بات سمجھی گئی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اخبار نویس ریویو کی فلاسفی نہیں سمجھتے مگر اتنا ضرور کہینگے کہ اگر وہ ریویو کی فلسفی جانتے ہیں اور پھر عملی طور پر اوس سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ اُنکی کمزوری ہے اور ایسا کیا جاتا ہے ریویو کی غرض مصنف کے نقائص اور کمیوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جو نہیں ہوتا اس لئے ہم عام چال تو چلنا نہیں چاہتے اور ریویو کی سرخی جما کر فضول باتیں جنکا ریویو سے تعلق نہیں لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف اتنا لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ گوشت خوری کے مسئلہ پر بڑی بھاری روشنی ڈالی ہے۔ اور قربانی پر بڑے اعتراض کرنے والوں آریوں کو لاجواب کیا ہے عقلی اور نقلی دلایل سے قربانی کا جواز ثابت کرکے دکھلایا ہے۔ رسالہ مذکور ہمنے بالاستیعاب پڑھا ہے لکھائی چھپائی جلد بہت اچھے ہیں جس مضمون کو لیا ہے عمدہ طور پر نبھایا ہے ہماری رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان و اعظ اور دینی مذاق رکھنے والے آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہئیے۔ جو صاحب چاہیں ۴ کا ٹکٹ بھیجکر شیخ الہ دین واعظ اسلام و ایڈیٹر نور علی نور لودیانہ سے طلب فرماویں

ایک فتنہ انگیز کتاب پچھلے سال جب لٹریچر پنجاب پر باقاعدہ سالانہ ریورٹ مرتب ہوئی تھی اوسوقت اُن قابل الذکر فتنہ انگیز کتابوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو بعض آریہ مکذبوں نے تکذیب کے خیال سے لکھی تھیں اون کتابوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا گیا تھا لا دیب ایسی کتابوں کی اشاعت اور اجرا ملک کی ایک یا دوسری مذہبی جماعت میں نفرت پیدا کرکے امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب ہوتا ہے اور **امن عامہ** کے قیام ہی کی ضرورت کو محسوس کرکے ہمارے **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (جو اپنی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو شیر مادر کے ساتھ پی چکا ہے) دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی توسیع کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑی اور اس امر کا اعلان کرنا پڑا کہ کوئی مخالف مذہب خواہ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو یا برہمو کبھی دوسرے مذہب پر اعتدال کی حد سے گذر کر حملہ اور اعتراض نہ کرے۔ اور اسکی مسلمہ کتب سے باہر جانا دل آزاری اور خلل امن عامہ کا ارتکاب سمجھا جائے گا۔ مگر بعض چلتی گاڑی میں روڑہ اٹکا دینے والوں کی طفیل **امام** صاحب کو بھی اس ارادہ کے التوا کی ضرورت پڑی مگر تاہم **خدا کے مرد** کی باتیں فضول نہیں ہوتیں قانون بدخواہی سرکار نے اُنکا مطلب کسی حد تک پورا کر دیا۔ بہرحال ایسے لٹریچر کی انسداد کی اشد ضرورت اور سخت ضرورت ہے جو ملک کے اخلاق اور امن کے خرمن پر شرارہ کا کام کرتا ہے چنانچہ ان دنوں ایک کتاب **امہات المومنین** بادو باد **مصطفائی** کے اسرار کسی پادری نے چھاپ کر ایک ہزار جلدیں اُسکی بلا درخواست مسلمانوں کے پاس بھیجکر اونکو آزار دیا اور اُنکے دلوں کو صدمہ پہنچایا ہے گو کہنے کو یہ بات ہے کہ کتاب مذکور **شیخ محمد حسین بٹالوی** کی ایک ہزار روپیہ کے انعام کی تحدی کے جواب میں شایع ہوئی ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ شیخ صاحب نے اُسکو اکسایا مگر ہم اتنا تو انصاف سے کہیں گے کہ شیخ بٹالوی نے گالیاں دینے کو نہیں کہا تھا۔ اور اگر اوس تحدی کے جواب میں ہی اس انعام موعودہ کا مطالبہ کیا ہوتا گو شیخ بٹالوی نے ان گندی اور ناپاک گالیوں سے جو اُسکی بدولت **مقدس اور مطہر** ذات انسان کامل کو دی گئی ہیں اپنے آپ کو ایک حد تک مسلمانوں اور خدا کے سامنے جوابدہ بنا لیا ہے۔ لیکن یہ صاف اور صریح طور پر دل آزاری ہے کہ ایک ہزار جلد ایسی گندی کتاب کی مفت اون مسلمانوں کے پاس بھیجی جاوے جنہوں نے کوئی درخواست کتاب مذکور کے لئے نہیں کی۔ اسلئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کریں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کو جسنے اُنکے زیر سایہ کروڑہا اہل اسلام کے دلوں کو مذہبی صدمہ پہنچایا ہے حکماً روک دیں۔ جیسا کہ پادری ٹی ولیم صاحب ریواڑی کی کتاب "تاریخ محمد کا اجمال" روک دی گئی تھی۔ یہی تو اس مبارک گورنمنٹ کی خوبی اور برکت ہے کہ گورے کالے اور مذہب غیر مذہب کا کوئی لحاظ نہیں ہے ہمکو امید کرنی چاہئیے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اپنی توجہ اس کتاب کی طرف مبذول فرمائیگی اور مسلمانوں کے شکستہ دل پہ اپنی انصاف پروری اور تالیف قلوب کا پھاہا رکھ کر اون کو تسلی دیگی۔ بالآخر ہم بجائے خود امام **الوقت** سیدنا میرزا صاحب کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ وہ اہل اسلام کی ایک معزز جماعت کے روحانی پیشوا ہیں وہ اپنے اس ارادہ توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچائیں جسکے لئے ہم کو امید کرنی چاہئیے کہ گورنمنٹ ضرور توجہ کریگی۔ کیونکہ اون کی آواز **محمڈن کمیونٹی** کی آواز ہے +